تلخيص
الرفع و التكميل في الجرح و التعديل

از قلم:

ابو الحسان حسیب محمد قادری

تخصص فی الحدیث سال اول 2025

جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ جوہر ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات تحسین بر تلخیص الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل

استاذ العلماء، ماہر علوم حدیثیہ، حضرت علامہ مولانا قاسم چوہدری المدنی زید شرفہ

علوم حدیثیہ میں علم جرح وتعدیل ایک اساس اور بنیاد کی اہمیت رکھتا ہے۔ محدثین کرام نے اس موضوع پر صدیوں کی محنت شاقہ کے بعد ایسے اصول وضوابط طے فرمائے ہیں کہ جن کی بدولت آج بھی ذخیرہ حدیث صحت وامانت میں منفرد وممتاز ہے۔ انہی گراں قدر اصول وضوابط کو امام ابو الحسنات عبد الحیی بن عبد الحلیم انصاری فرنگی محلی (المتوفی:1304ھ) نے نہایت دقت نظری کے ساتھ ایک تصنیف بنام

"الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" میں جمع فرمادیا ہے۔ اگرچہ کہ اس کتاب میں ان اصول وضوابط کا استیعاب نہیں کیا گیا لیکن بعد والوں کے لیے ایک بنیاد اور اس علم کے ارتقائی سفر

کے لیے یہ کتاب اکائی کا کردار ادا کرتی ہے کہ عصر حاضر میں طالب حدیث کو اس سے استغناء نہیں ۔اور بعد میں آنے والوں نے اسی کو مرجع بنایا ہے۔

بحمد اللہ تعالی راقم الحروف کو سال 2025ء میں تخصص فی الحدیث لاہور میں اس کتاب کی تدریس کا موقع میسر آیا اور اپنے شاگردِ عزیز **مولانا ابو الحسان حسیب محمد قادری** کو ایک بار پھر یہ کتاب سبقا سبقا پڑھائی، اللہ تبارک و تعالی نے انہیں غیر معمولی علمی ذوق، متین فکری صلاحیت، اور دقیق فنی نکات کو سمجھنے اور بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ انہیں اوصاف کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اس گراں مایہ کتاب کا جامع اور بلیغ خلاصہ تیار کیا ہے جو نہ صرف طلبہ کے لیے معاون و مفید ہے بلکہ اس فن کی ابتداء کرنے والے محققین کے لیے بھی ایک راہنما نقشہ پیش کرتا ہے۔

اس سے قبل اسی کتاب کا ایک خلاصہ میرے ہم جماعت فاضل نوجوان حضرت علامہ **مولانا محمد عاصم مدنی عطاری** زید شرفہ (المتخصص فی الحدیث کراچی پاکستان سن فراغت: 2021ء) بھی لکھ چکے ہیں جس پر نظر ثانی کا بندہ ناچیز کو شرف ملا تھا، اور اب ان کے بعد اس کام کو شاگردِ عزیز " **مولانا ابو الحسان حسیب محمد قادری** وقاہ اللہ عن کل شر وشریر "نے سر انجام دیا ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولی تعالی فاضل مصنف کو مزید ترقیاں اور عروج عطا فرمائے۔ ان

کی اس محنت کو اپنی بلند بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ انہیں علوم حدیث میں خاص درک عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم

راقم الحروف: قاسم چوہدری

خادم تخصص فی الحدیث لاہور

2025/08/11 بمطابق 16 صفر المظفر 1447ھ بروز: پیر شریف

مقدمہ

الحمد للہِ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین،

أما بعد:

علم جرح و تعدیل، محدثین کرام کی وہ عظیم خدمت ہے جس کے ذریعے روایات نبویہ ﷺ کی صحت و ضعف کا معیار متعین ہوتا ہے۔ یہ علم نہ صرف اسانید کی تحقیق کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے بلکہ امت کو صحیح اور ضعیف روایت میں فرق کرنے کا واضح معیار بھی دیتا ہے۔

علامہ عبد الحي اللكنوي رحمة الله عليه کی تالیف "الرفع والتكميل في الجرح والتعدیل" اس فن میں ایک امتیازی مقام رکھتی ہے۔ اس میں مصنف نے ائمہ جرح و تعدیل کے مناہج، اصطلاحات اور آراء کو نہایت جامع اور محقق انداز میں جمع کیا ہے۔

یہ کتاب نہ صرف عجم بلکہ عرب علماء کے ہاں بھی نہایت اعلی مقام رکھتی ہے مصنف نے نہایت سہل انداز میں جرح و تعدیل کی مباحث کو قلم بند کیا ہے۔

اس کتاب کی اہمیت و مقام کے پیش نظر میں نے اس کا خلاصہ تیار کیا ہے تا کہ علم جرح و تعدیل کا طالب آسان فہم انداز و قلیل وقت میں اس کتاب کا مافی الضمیر پڑھ سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے اپنے دین کی خدمت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

ایقاظ اول

غیبت کی 6 جائز صورتیں

امام نووی نے ریاض الصالحین میں اور امام غزالی نے **احیاء العلوم** میں اور ان کے علاوہ آئمہ نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ زندہ اور مردہ شخص کی غیبت کرنا ایسی شرعی غرض کی وجہ سے مباح ہے کہ جس تک پہنچنا اسی غیبت کے ساتھ ممکن ہو۔

وہ 6 صورتیں ہیں:

1. **ظلم بیان کرنا:** مظلوم کے لیے جائز ہے کہ وہ سلطان، قاضی اور ان کے علاوہ ایسے شخص کے سامنے ظلم بیان کرے جس کو ولایت حاصل ہو یا ظالم سے انصاف دلانے پر قدرت حاصل ہو۔ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا۔
2. **برائی کو بدلنے پر اور گنہگار کو درست راستے کی طرف لانے کے لیے مدد طلب کرنا:** لہذا وہ ایسے شخص سے جس سے برائی کو ختم کرنے کی امید ہو کہہ سکتا کہ فلاں اس طرح برائی کرتا ہے تو اسے ڈانٹ!
3. **فتوی پوچھنا:** کوئی بندہ مفتی سے کہہ سکتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا ہے اس سے چھٹکارے کی کیا راہ ہے؟

4. **مومنین کو شر سے ڈرانے کے لیے اور ان کی خیر خواہی کے لیے غیبت کرنا:** اسی باب میں سے کسی انسان سے رشتہ داری قائم کرنے میں مشاورت کرنا یا اس کے ساتھ مشارکت میں یا اس کے پاس امانت رکھوانے میں یا اس کے ساتھ معاملہ کرنے میں یا اس کے علاوہ کاموں میں مشورہ کرنا، اور اسی باب سے قاضی کے ہاں گواہوں پر جرح کرنا اور حدیث کے راویوں پر جرح کرنا اور یہ بالاجماع جائز ہے بلکہ حاجت کی وجہ سے واجب ہے، اور اسی میں سے ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسے بندے کو دیکھے جو فقاہت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور وہ کسی بدعتی یا فاسق کے پاس آتا جاتا ہے اور اس سے علم لیتا ہے اور اسے خوف ہے کہ وہ متفقہ (فقاہت حاصل کرنے والا) شخص اس کی وجہ سے نقصان اٹھائے گا تو وہ شخص اس بدعتی یا فاسق کی حالت کو بیان کر سکتا ہے بشرطیکہ ہے کہ اس کا مقصد خیر خواہی ہو، حسد اور حقیر سمجھنا اسے ابھارنے والا نہ ہو۔
5. **کوئی شخص اعلانیہ فسق وبدعت کرتا ہو:** تو اس کے علانیہ عیوب کو ذکر کرنا جائز ہے اس کے علاوہ دیگر عیوب کو ذکر کرنا جائز نہیں۔
6. **تعریف:** کوئی شخص ایسے وصف کے ساتھ معروف ہو جو عیب پر دلالت کرے جیسا کہ اعمي واصم واعور واعمش وغیرہ۔

ایقاظ ثانی

جرح جائز کی حدود کے بارے میں

اس ایقاظ میں محدثین کے چار اصول بیان کیے گئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. حاجت سے زائد جرح جائز نہیں ہے۔
2. جس شخص کے بارے میں نقاد علماء سے جرح و تعدیل کے اقوال منقول ہوں اس شخص کے بارے میں صرف جرح کے اقوال کو نقل کرنے پر اکتفا کرنا جائز نہیں ہے۔
3. جس جرح کی حاجت نہ ہو وہ جرح بھی کرنا جائز نہیں ہے۔
4. محدثین نے ایسے علماء کی جرح سے بلا ضرورت شرعیہ منع کیا ہے جن کی احادیث کی روایت میں حاجت نہیں ہوتی۔

❖ امام سخاوی نے "فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث" میں فرمایا: جب ایک ہی لفظ سے جرح حاصل ہو تو دو الفاظ سے جرح کرنا ناجائز ہے۔

- متقدمین و متاخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی ہجری کی انتہاء ہے۔(یعنی تیسری صدی تک متقدمین اور ان کے بعد کا زمانہ متاخرین)۔

ایقاظ ثالث

جارح اور معدل کی شرائط کے بارے میں

جارح ومعدل میں 6 شرائط کا ہونا ضروری ہے جو درج ذیل ہیں:

1. علم
2. تقوی
3. ورع (احتیاط)
4. صدق
5. تعصب سے بچنا
6. اسباب جرح وتعدیل کی معرفت ہونا

❖ امام تاج الدین سبکی وبدر بن جماعہ فرماتے ہیں:

" جو شخص اسباب جرح وتعدیل کا عالم نہیں ہے اس کی جرح وتعدیل نہ مطلقاً مقبول ہے اور نہ ہی مقیدا".

امام اعظم پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے جوابات:

1. بعض دفعہ معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں: امام اعظم تو فقہ میں مشغول تھے۔

جواب: اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس قول میں کس قدر قباحت ہے؟ فقیہ سے حدیث لینا تو زیادہ اولی ہے۔

2. بعض دفعہ وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں: امام اعظم نے تو آئمہ حدیث سے ملاقات ہی نہیں کی، آپ نے تو صرف حماد سے احادیث لیں۔

جواب: یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ امام اعظم نے کثیر آئمہ سے روایت کیا جیسے محمد باقر، اعمش وغیرہ۔ باوجود اس کے کہ حماد علم کا برتن تھے ان سے احادیث لینا امام اعظم کو دیگر سے احادیث لینے سے غنی کر دیتا تھا۔ اور یہ بھی آپ کے تقوی و علم کے کامل ہونے کی نشانی ہے کیونکہ آپ نے بہت زیادہ اساتذہ نہیں بنائے تاکہ حقوق زیادہ نہ ہو جائیں اور آپ ان حقوق کو پورے کرنے سے عجز کا خوف رکھتے تھے۔

3. بعض دفعہ وہ کہتے ہیں: امام اعظم تو اصحاب رائے و قیاس میں سے تھے اور آپ حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے؟

حتی کہ ابو بکر ابن شیبہ نے اپنی کتاب میں امام اعظم پر رد کا ایک باب باندھا جس کا نام یہ ہے:"باب الرد علی ابی حنیفة "

جواب: یہ بھی تعصب ہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟؟ حالانکہ امام اعظم نے مرسل احادیث کو بھی قبول کیا۔

اور آپ نے فرمایا: "جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے وہ سر آنکھوں پر ہے اور جو آپ کے اصحاب سے آئے تو میں اس کو ترک نہیں کروں گا"۔ اور آپ (امام اعظم) نے قیاس کے ساتھ خبر واحد کے عام کی تخصیص بھی نہیں کی-چہ جائیکہ کتاب اللہ کے عام کی تخصیص ہو- اور آپ نے اخالہ و مصالح مرسلہ پر بھی عمل نہیں کیا۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ امام اعظم پر طعن کرتے ہیں اور ساتھ ہی امام شافعی کو قبول بھی کرتے ہیں حالانکہ امام شافعی نے صحابہ کے اقوال میں فرمایا: "میں اس قول سے کیسے دلیل پکڑلوں کہ اگر میں ان کے زمانے میں ہوتا تو ان سے مناظرہ کرتا"، اور آپ نے مرسل احادیث کو بھی رد کیا، قیاس کے ذریعے کتاب اللہ کے عام کی تخصیص بھی کی اور اخالہ پر بھی عمل کیا۔

کیا یہ بہتان نہیں ہے؟؟

❖ **خلاصہ** یہ ہے کہ جب قرائن حالیہ یا قولیہ سے معلوم ہو جائے کہ جرح کرنے والے نے کسی پر تعصب کی وجہ سے جرح کی ہے تو اس کی وہ جرح قابل قبول نہیں۔ اور اگر معلوم ہو جائے کہ وہ تمام اکابر پر ہی تعصب رکھتا ہے تو اس کی جرح سے امان اٹھ جائے گا اور اسے اہل قدح میں شمار کیا جائے گا۔

المرصد اول:

جرح وتعدیل مقبول وغیر مقبول کے بارے میں

- جس میں جارح یا معدل جرح یا تعدیل کا سبب بیان کرے اسے مفسر کہتے ہیں۔
- جس میں جارح یا معدل جرح یا تعدیل کا سبب بیان نہ کرے اسے مبہم کہتے ہیں۔

جرح وتعدیل مفسر کو قبول کرنے میں محدثین کا اتفاق ہے البتہ جرح وتعدیل مبہم کے قبول ہونے یا نہ ہونے میں 4 اقوال کا اختلاف ہے۔

1۔ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے لیکن تعدیل کا سبب بیان کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ تعدیل کے اسباب بہت زیادہ ہیں جنہیں ذکر کرنا مشکل ہوگا اور جرح کا سبب بیان کرنا اس لیے ضروری ہے کیونکہ جرح کے اسباب مختلف ہیں بعض دفعہ کسی ایک امام کے ہاں تو وہ جرح بن رہی ہوتی لیکن دوسرے آئمہ کے ہاں وہ جرح قادح نہیں ہوتی اس لیے جرح کے اسباب بیان کرنا ضروری ہے۔(اکثر محدثین واحناف وغیرہ کا یہی قول ہے۔)

2۔ تعدیل کا سبب بیان کرنا ضروری ہے جرح کا سبب بیان کرنا ضروری نہیں۔

3۔ جرح وتعدیل دونوں کا سبب بیان کرنا ضروری ہے۔

4۔ جرح وتعدیل دونوں کا سبب بیان کرنا ضروری نہیں۔

تذنیب:

حافظ ابن حجر نے نخبہ میں ایک قول بیان کیا کہ اگر کسی راوی کے بارے میں تعدیل نہ پائی جائے تو ایسے راوی کے بارے میں جرح مبہم بھی مقبول ہے۔

المرصد الثانی:

جرح وتعدیل کو مقدم کرنے کے بارے میں

امام عراقی اور انکے علاوہ الفیہ کے شارحین نے یہ بات ذکر کی ہے کہ محدثین کا روایت و شہادت میں باب میں ایک شخص کی جرح وتعدیل پر اکتفاء کرنے میں چند اقوال پر اختلاف ہے:

1۔پہلا قول یہ ہے کہ شہادت وروایت دونوں میں تعدیل دو شخصوں کی قبول ہو گی (اس قول کو قاضی ابو بکر باقلانی نے اکثر فقہاء سے بیان کیا)

2۔شہادت وروایت میں دونوں میں ایک ہی بندہ کافی ہے۔

3۔روایت میں تو ایک ہی بندہ کافی ہے لیکن شہادت میں دو کا اعتبار ہو گا۔(امام فخر الدین اور امام آمدی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور یہی صحیح ہے۔)

مسئلہ:

ہر عادل کی جرح وتعدیل مقبول ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام۔

مسئلہ:

جب ایک ہی راوی کے بارے میں جرح وتعدیل متعارض آجائیں تو اس بارے میں 3 اقوال ہیں:

1۔ جرح مطلقا مقدم ہے اگرچہ معدلین زیادہ ہوں کیونکہ جارح ایک زائد علم کی خبر دے رہا ہے جس پر معدل مطلع نہیں اور کیونکہ جارح ظاہری حالت میں تو معدل کی خبر کی تصدیق کررہا ہے مگر وہ ایسے امر باطن کے بارے میں خبر دے رہا جو معدل سے مخفی ہے اسی لیے جرح مقدم ہوگی۔ (خطیب بغدادی نے اس قول کو جمہور علماء سے نقل کیا اور ابن صلاح نے اسے صحیح قرار دیا)

2۔ اگر معدلین زیادہ ہیں تو تعدیل مقدم ہوگی کیونکہ معدلین کی کثرت ان کی حالت کو قوی کررہی ہے اور جارحین کا تھوڑا ہونا ان کی خبر کو کمزور کررہا ہے اس لیے تعدیل مقدم ہوگی۔

3۔ اگر تعدیل کے مرجِحات زیادہ ہیں تو تعدیل مقدم۔ اگر جرح کے مرجِحات زیادہ ہیں تو جرح مقدم ہوگی۔

حاصل کلام:

اگر کسی راوی کے بارے میں جرح وتعدیل دونوں مبہم ہوں تو تعدیل مقدم ہوگی۔

اگر جرح مبہم ہو اور تعدیل مفسر ہو تو تعدیل مقدم ہوگی۔

جرح اس وقت مقدم ہوگی جب وہ مفسر ہو تعدیل چاہے مبہم ہو یا مفسر۔

المرصد الثالث

جرح وتعدیل کے مراتب

امام ذھبی نے اپنی کتاب میں ایسے راویوں کو ذکر نہیں کیا جن کے بارے میں یہ الفاظ وارد ہیں:

''محله الصدق،لا بأس به، صالح الحديث،يكتب حديثه،هو شيخ ''کیونکہ امام ذہبی کے ہاں یہ الفاظ مطلقاً عدم ضعف پر دلالت کرتے ہیں۔

امام سخاوی وعلامہ سندی کے ہاں جرح وتعدیل کے 6 / 6 مراتب ہیں:

مراتب تعدیل:

1۔پہلا مرتبہ: محدثین کے ہاں سب سے ارفع مرتبہ وہ ہے جو مبالغہ پر دلالت کرے یا اس کو افعل کے ساتھ تعبیر کیا جائے جیسے:''اوثق الناس، اضبط الناس، اليه المنتهى فى التثبت ''اور اسی کے ساتھ یہ بھی لاحق ہے ''لا اعرف له نظيرا فى الدنيا۔''

2۔دوسرا مرتبہ وہ جو پہلے سے ملا ہوا ہو جیسے: محدثین کا یہ قول ''فلان لا يسال عنه''

3۔ تیسرا مرتبہ: جو ایسی صفت کے ساتھ موکد ہو جو توثیق پر دلالت کرے جیسے:''ثقة ثقة ، ثبت ثبت.''

4۔چوتھا مرتبہ: جس میں ایک ہی صیغہ توثیق پر دلالت کرے۔ جیسے: ''ثقة یا ثبت، کانه مصحف یا حجة، امام، ضابط، حافظ''۔ لفظ حجۃ ثقہ سے اقوی ہے۔

5۔پانچواں مرتبہ میں محدثین کا یہ قول: لیس به باس، صدوق، مامون خیار الخلق۔

6۔چھٹا مرتبہ: جو جرح کے قریب ہو جیسے: لیس ببعید من الصواب، شیخ، یروی حدیثه، یعتبر به، شیخ وسط، روی الناس عنه، صالح الحدیث، یکتب حدیثه، مقارب الحدیث، صویلح صدوق ان شاء الله، ارجو لا باس به۔

مراتب جرح:

1۔پہلا مرتبہ: جو مبالغہ پر دلالت کرے: جیسے ''اکذب الناس، الیه المنتهی فی الکذب، رکن الکذب، منبع الکذب، معدن الکذب۔''

2۔دوسرا مرتبہ: جو پہلے مرتبہ سے کم ہو: جیسے ''دجال، وضاع، کذاب'' یہ الفاظ اگرچہ مبالغہ پر مشتمل ہیں لیکن پہلے مرتبہ سے کم ہیں اسی طرح یضع یا یکذب بھی اسی مرتبہ سے ہے۔

3۔تیسرا مرتبہ: فلان یسرق الحدیث، وفلان منهم بالکذب، أو الوضع، أو ساقط، أو متروك، أو هالك، أو ذاهب الحدیث، أو تر كوه، أو لا یُعتبر به، أو بحدیثه، أو لیس بالثقة، أو غیر ثقة.

4۔ چوتھا مرتبہ: فلان رد حديثه، أو مردود الحديث، أو ضعيف جداً، أو واه بمرة، أو طرحوه، أو مطروح الحديث، أو مطروح، أو لا يكتب حديثه، او لا تحل تجل كتابة حديثه، أو لا تحل الرواية عنه، وليس بشيء، أو لا شيء

5۔ پانچواں مرتبہ: جو ماقبل مرتبہ سے کم ہو جیسے: فلان لا يُحتج به، أو ضعفوه، أو مضطرب الحديث، أو له ما ينكر، أو له مناكير، أو منكر الحديث، أو ضعيف۔

6۔ چھٹا مرتبہ: جو سب سے سھل ہو جیسے محدثین کا یہ قول: فيه مقال، أو أدنى مقال، أو ضعف، أو يُنكر مرةً ويُعرفُ أخرى، أو ليس بذاك، أو ليس بالقوي أو ليس بالمتين، أو ليس بحجة، أو ليس بعمدة، أو ليس بمأمون، أو ليس بثقة، أو ليس بالمرضي، أو ليس يحمدونه، أو ليس بالحافظ، أو غيره أوثق منه، أو فيه شيء، أو فيه جهالة، أو لا أدري ما هو، أو ضَعَّفُوه أو فيه ضعف، أو سيء الحفظ، أو لين الحديث، أو فيه لين

امام دار قطنی فرماتے ہیں: جب میں کسی کے بارے میں لین کہوں تو وہ ساقط و متروک الاعتبار نہیں ہو گا لیکن وہ کسی ایسی شیء کی وجہ سے مجروح ہو گا جس سے وہ عدالت سے ساقط نہیں ہو گا۔

المرصد الرابع

في فوائد متفرقة متعلقة بالمباحث المتقدمة مفيدة لمن يستفيد من كتب اسماء الرجال ويريد تنقيد الاسانيد بدرك مراتب الرجال وجمعها من خواص هذا الكتاب فلينتفع بها اولوا الالباب

چوتھا ایقاظ

محدثین کے قول حدیث صحیح الاسناد یا حسن الاسناد اور ان کے اس قول حدیث صحیح یا حدیث حسن کے مابین فرق

محدثین کا یہ قول ''هذا حديث صحيح الاسناد یا حسن الاسناد'' یہ ان کے اس قول ''هذا حديث صحيح یا حديث حسن'' سے کم مرتبہ والا ہے کیونکہ کبھی یہ کہا جاتا ہے'' هذا حديث صحيح الاسناد'' اور وہ حدیث صحیح نہیں ہوتی شاذ یا معلل ہونے کی وجہ سے۔

لیکن اگر کوئی راسخ فی العلم ''صحیح الاسناد'' کہنے پر اقتصار کرے اور اس کے لیے کوئی علت قادحہ ذکر نہ کرے اور نہ ہی اس میں کوئی علت ہو تو ایسا قول ''صحیح'' کہنے کے مرتبہ پر ہے۔

امام عراقی فرماتے ہیں جب کوئی معتمد مصنف ''حسن الاسناد'' کہے اور اس میں ضعف نہ ہو تو اس کے لیے حسن کا حکم ہوگا۔

پانچواں ایقاظ

کسی حدیث پر صحت وحسن اور ضعف کا حکم لگانے کے بارے میں

جب محدثین یہ کہتے ہیں "ھذا حدیث صحیح یا حدیث حسن" تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح و قابل عمل ہے، یہ مراد نہیں ہوتی کہ حدیث نفس الامر میں قطعی و صحیح ہے کیونکہ ثقہ پر خطاونسیان جائز ہے۔

اسی طرح جب محدثین یہ کہتے ہیں ھذا حدیث ضعیف تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ ہمارے لیے اس حدیث میں صحت کی شرائط ظاہر نہیں ہوئیں یہ مراد نہیں ہوتی کہ حدیث نفس الامر میں جھوٹی ہے کیونکہ جھوٹے بندے سے سچ بولنا بھی جائز ہے اور کثیر الخطا بھی سچ بول سکتا ہے۔

چھٹا ایقاظ

صحت وثبوت کی نفی سے ضعف ووضع لازم نہ آنے کے بارے میں

اکثر اوقات محدثین یہ کہتے ہیں لا یصح لا یثبت ھذا الحدیث اور اس قول سے جاہل بندہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ حدیث موضوع یا ضعیف ہے حالانکہ عدم ثبوت سے وضع کا وجود لازم نہیں آتا اور نہ ہی عدم صحت سے موضوع ہونا ثابت ہوتا۔

علامہ زرکشی فرماتے ہیں:

ہمارے قول "موضوع" اور "لایصح" کے مابین بہت فرق ہے کیونکہ موضوع کہنے سے کذب اور اختلاق کو ثابت کرنا ہے جبکہ لایصح کہنے سے عدم ثبوت کے بارے میں خبر دینا ہے اور عدم ثبوت کے بارے میں خبر دینے سے عدم کا اثبات لازم نہیں آتا۔

امام سخاوی فرماتے ہیں "لایصح" ضعف اور حسن کی نفی نہیں کرتا۔

ساتواں ایقاظ

محدثین کے قول حدیث منکر ،ھذا الراوی منکر الحدیث اوریروی المناکیر کے مابین فرق ہے

متقدمین کے ہاں "ھذا حدیث منکر "کا اطلاق راوی کے تفرد پر ہوتا ہے جبکہ متاخرین کے نزدیک منکر کا اطلاق اس حدیث پر ہوتا جسے ضعیف ثقہ کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے۔

محدثین کے اس قول فلان روی المناکیر یا حدیثہ ھذا منکر سے یہ گمان نہ کرنا کہ وہ ضعیف ہے۔

امام عراقی فرماتے ہیں اکثر طور پر محدثین منکر کا اطلاق اس راوی پر کرتے ہیں جس نے ایک حدیث روایت کی ہو۔

ابن حجر فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل اور محدثین کی ایک جماعت اس حدیث پر منکر کا اطلاق کرتے ہیں جس کے لئے متابع نہ ہو۔

امام بخاری فرماتے ہیں جب میں کسی راوی کے بارے میں "منکر الحدیث" کہوں تو اس سے روایت حلال نہیں۔

متاخرین کے ہاں "روی المناکیر، یروی المناکیر یا فی حدیثہ نکارۃ" یہ الفاظ راوی میں ایسی جرح نہیں کرتے جو قابل اعتبار ہو لیکن منکر الحدیث ایسی عبارت ہے جو راوی میں ایسی جرح کرتی ہے جو قابل اعتبار ہوتی ہے۔

اقول: حاصل کلام یہ ہے کہ منکر الحدیث متاخرین و امام بخاری کے نزدیک جرح ہے۔ روی المناکیر یروی المناکیر اور فی حدیثہ نکارۃ یہ جرح نہیں ہے۔

آٹھواں ایقاظ

"لیس بشيء سے ابن معین کی مراد"

امام ابن معین جب کسی راوی کے بارے میں "لیس بشیء" کہیں تو اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس راوی کی احادیث قلیل ہیں یعنی یہ راوی قلیل الحدیث ہے۔

نواں ایقاظ

"لاباس بہ اولیس بہ باس سے ابن معین کی مراد"

امام ابن معین جب کسی راوی راوی کے بارے میں لا باس بہ یا لیس بہ باس کہیں تو وہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہے۔

دسواں ایقاظ

امام احمد کے قول ھو کذا و کذا کی مراد کے بارے میں

امام احمد بن حنبل جب کسی راوی کے بارے میں کذا و کذا کہیں تو اس مراد یہ ہے کہ راوی میں لین (نرمی) ہے۔(یہ جرح نہیں بلکہ وہ راوی ثقہ ہے لیکن تھوڑی سی نرمی ہے)

گیارہواں ایقاظ

ابن معین کے قول یکتب حدیثه کی مراد کا بیان

امام ابن معین جب کسی راوی کے بارے میں "یکتب حدیثه" کہیں تو ان کے نزدیک وہ راوی ضعیف ہے۔

بارہواں ایقاظ

امام ذھبی میزان الاعتدال میں جب کسی راوی کے بارے میں مجھول کہیں

امام ذھبی جب کسی راوی کے بارے میں "مجھول" کہیں اور قائل کی طرف نسبت نہ کریں تو یہ امام ابو حاتم کا قول ہو گا۔

اگر امام ذھبی کسی کو "مجھول" کہیں اور قائل کی طرف نسبت کر دیں تو مراد وہ قائل ہی ہو گا۔

اگر کسی راوی کے بارے میں فیه جهالة یا نکرة یا یجهل یا لا یعرف کے الفاظ کہیں اور کسی قائل کی طرف نسبت نہ کریں تو وہ قول ان کا اپنا ہو گا۔

تیرھواں ایقاظ

اکثر محدثین کے قول "مجھول" اور امام ابو حاتم کے قول "مجھول" کے درمیان فرق

جب محدثین کسی راوی کے بارے میں "انه مجھول" کہتے ہیں تو اکثر طور پر وہ جہالت عین مراد لیتے ہیں جبکہ امام ابو حاتم اپنے قول "مجھول" سے جہالت وصف مراد لیتے ہیں۔
جہالت عین دو راویوں کی روایت سے ختم ہو جاتی ہے نہ کہ جہالت وصف۔

چودھواں ایقاظ

امام ابو حاتم کے قول مجھول کو قبول کرنے کے بارے میں

امام ابو حاتم جب کسی راوی کے بارے میں "انه مجھول" کہیں تو اس قول پر اعتماد نہیں ہے جب تک کہ ان کے علاوہ کوئی عادل و ناقد راوی ان کی موافقت نہ کرے کیونکہ محدثین کے ہاں ان کی جرح پر اعتماد نہیں کیونکہ انہوں نے بہت سے ایسے راویوں کو مجھول قرار دیا جو محدثین کے ہاں معروف تھے۔

پندرہواں ایقاظ

ابن قطان کے قول لایعرف له حال او لم تثبت عدالته کے مدلول کے بیان میں

میزان الاعتدال میں ابن قطان سے منقول بعض راویوں کے بارے میں آپ یہ قول پاؤ گے: "لایعرف له حال، لم تثبت عدالته" اس قول سے یہ گمان نہ کرنا کہ وہ راوی مجھول یا غیر ثقہ ہے بلکہ یہ ابن قطان کی خاص اصطلاح ہے۔

امام ذھبی میزان الاعتدال میں حفص بن بغیل کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ ابن قطان نے اس راوی کے بارے میں کہا: "لا یعرف له حال" میں (امام ذھبی) کہتا ہوں: میں نے اپنی اس کتاب میں اس قسم کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ ابن القطان ہر اس شخص کے بارے میں کلام کرتے ہیں جس کے متعلق کسی ایسے امام نے (جو اس شخص کا ہم عصر ہو یا کسی ایسے سے علم لیا ہو جو اس (راوی) کا ہم عصر ہو) کوئی ایسی بات نہ کہی ہو جو اس کی عدالت پر دلالت کرے۔

اسی طرح امام ذھبی نے مالک مصری کے ترجمہ میں فرمایا کہ ابن قطان نے کہا: "ھو ممن لم تثبت عدالته" مراد آپ کی یہ ہے کہ کسی ایک نے بھی اس راوی کے ثقہ ہونے پر نص نہیں کی۔

سولہواں ایقاظ

یحییٰ قطان کے قول "ترکه یحییٰ القطان" کی مراد کے بارے میں

اسماء الرجال کی کتب میں اکثر راویوں کے بارے میں تم یہ قول پاؤ گے "ترکه یحییٰ القطان" یہ عبارت راوی کو محل احتجاج سے خارج نہیں کرتی۔

جب راوی اپنے حافظے سے کسی روایت کو ایک مرتبہ کسی طریقے سے اور دوسری مرتبہ اور طریقہ سے بیان کرے تو یحییٰ قطان اسے "ترکہ" کہہ دیتے ہیں۔

سترہواں ایقاظ

کسی راوی کے بارے میں محدثین کے اس قول "لیس مثل فلان" کی مراد کے بارے میں

اکثر طور پر آئمہ جرح وتعدیل کسی راوی کے بارے میں کہتے ہیں "انہ لیس مثل فلان" جیسے امام احمد کا عبد اللہ بن عمر العدنی کے بارے میں قول "انہ لیس مثل اخیہ" یہ قول جرح نہیں ہے۔

نوٹ: تقابل جب معین شخص سے ہو تو نہ جرح ثابت ہوگی اور نہ ہی تعدیل۔

اٹھارہواں ایقاظ

کسی راوی کے بارے میں ایک ہی ناقد سے جرح وتعدیل کے صدور کے بارے میں

اگر کسی راوی کے بارے میں ایک ہی امام کے دو قول (جرح و تعدیل کے) متعارض آجائیں تو اس کے 2 سبب ہو سکتے ہیں:

1. یا تو یہ اختلاف اجتہاد کے تغیر کی وجہ سے ہو گا
2. یا سوال کی کیفیت کے اختلاف کی وجہ سے ہو گا

ایسی صورت میں اس امام کے آخری قول کو لیا جائے گا۔

امام زرکشی کے نزدیک آخری قول لیا جائے گا اگر آخری قول نہیں ملا تو توقف ہو گا جبکہ ابن حجر کے ہاں اگر آخری قول نہیں ملتا تو اس کی توثیق کی جائے گی۔

انیسواں ایقاظ

محدثین کی جرح کو قبول کرنے میں احتیاط برتنا

محدثین جب کسی راوی کے بارے میں جرح کریں تو ان کی جرح کو قبول کرنے میں غور و فکر اور تنقیح کی جائے گی اگرچہ جارح امام، ناقد و مشہور عالم ہو کیونکہ بہت دفعہ ایسا امر پایا جاتا ہے جو ان کی جرح کو قبول کرنے سے مانع ہو گا۔

جب جارح فی نفسہ مجروح ہو تو اس کی جرح و تعدیل کو اس وقت تک قبول نہیں کیا جائے گا جب تک دیگر محدثین اس کی موافقت نہ کریں۔

اسی طرح جب جارح متشدد ہو تو اس کی جرح غیر معتبر ہو گی۔

نوٹ: متشدد کی توثیق معتبر ہوتی ہے لیکن اس کی جرح اس وقت معتبر ہو گی جب کوئی منصف، معتبر اس کی موافقت کرے۔

جن افراد نے راویوں کے بارے میں کلام کیا امام ذھبی نے ان کی تقسیم کی ہے:

1۔ پہلی قسم وہ ہے جنہوں نے تمام راویوں کے بارے میں کلام کیا جیسے ابن معین وابو حاتم

2۔ دوسری قسم وہ ہے جنہوں نے اکثر راویوں کے بارے میں کلام کیا جیسے مالک، شعبہ

3۔ تیسری قسم وہ ہے جنہوں نے چند راویوں کے بارے میں کلام کیا جیسے ابن عیینہ، شافعی۔

ان تینوں کی آگے پھر تین قسمیں ہیں:

1۔ایک قسم وہ ہے جو جرح کرنے میں متشدد اور تعدیل کرنے میں متثبت ہے۔اس قسم سے اگر کوئی شخص کسی راوی کی توثیق کرے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو لیکن اگر جرح کرے تو اس میں دیکھا جائے گا کہ کیا اس کی جرح میں کسی اور امام حاذق نے اس کی موافقت کی ہے یا نہیں؟ اگر موافقت ہو گی تو اس کی جرح مقبول ورنہ مردود۔

2۔دوسری قسم وہ ہے جو تعدیل کرنے میں متساہل ہے جیسے ترمذی وامام حاکم۔

نوٹ: اس قسم میں ابن حبان کو شامل نہیں کیا گیا کیونکہ اگرچہ ان کی شرطیں نرم ہیں لیکن وہ اپنی شرطوں پر پورا اترتے ہیں۔

3۔تیسری قسم وہ ہے جو جرح وتعدیل کرنے میں معتدل ہے جیسے امام احمد ابن عدی وغیرہ۔

بیسواں ایقاظ

امام ابن حبان کی کتاب الثقات کے خطبہ کے بیان کر بارے میں

امام ابن حبان کی کتاب 3 قسموں پر مرتب ہے:

1۔قسم فی الصحابة 2۔قسم فی التابعین 3۔قسم فی تبع التابعین

تابعین کے ذکر میں آپ نے فرمایا کہ میں ان نے کے ناموں کو اور ان کے بارے میں مشرق تا مغرب پھیلی ہوئی معروف خبروں کو حروف معجم پر بیان کیا ہے اور میں نے اس قسم میں صرف لقاء (ملاقات) کا اعتبار کیا نہ کہ جلالت و عمر کا۔

امام ابن حبان نے کتاب کے آخر میں فرمایا: ہر وہ شیخ جسے میں اس کتاب میں ذکر کروں گا وہ صدوق ہے اور اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز ہے جب وہ ان پانچ خصلتوں سے خالی ہو گی:

1۔یا تو اس شیخ کے اوپر (سند میں) کوئی ضعیف راوی ہو، جس کا میں نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے —سوائے صحابہؓ کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مقام و مرتبہ کو اس بات سے پاک رکھا کہ ان کی طرف ضعف منسوب کیا جائے۔

2۔یا اس (شیخ) کے نیچے (یعنی اس کے شاگرد) میں کوئی ضعیف راوی ہو، جس کی روایت سے حجت قائم نہیں کی جا سکتی۔

3۔یا خبر مرسل ہو اور مرسل روایت ہمارے لیے حجت نہیں بنتی۔

4۔ یا روایت منقطع ہو اور ایسی روایت سے حجت قائم نہیں ہوتی۔

5۔ یا روایت کی سند میں کوئی مدلس راوی ہو جس نے اپنے استاد سے براہ راست سننے کو واضح نہیں کیا۔

جب کوئی خبر پائی جائے اور وہ ان پانچ خصلتوں سے خالی ہو تو ایسی روایت سے حجت پکڑنا جائز ہے۔

نوٹ: امام ابن حبان کا تعدیل میں متساہل ہونا اس پر محمول ہے کہ جب تک آپ جرح نہیں پاتے تھے راوی کو ثقہ کہہ دیتے تھے۔

اکیسواں ایقاظ

ابن عدی کی کتاب الکامل کے خطہ کے بارے میں

میزان الاعتدال امام ابن عدی کی الکامل کا خلاصہ ہے امام ابن عدی اپنی کتاب الکامل میں ہر اس راوی کو ذکر کرتے ہیں جس کے بارے کسی نہ کسی طرح کلام ہوتا ہے اگرچہ ہلکی سی جرح کی وجہ سے ہو اور اگرچہ وہ راوی فی نفسہ ثقہ ہو۔ اس کتاب میں کثیر ایسے راوی ہیں جن کے بارے میں الفاظ جرح مذکور ہیں حالانکہ ان کا شمار ثقات میں ہوتا۔

امام ذہبی میزان کے مقدمہ میں فرماتے ہیں: اس (کتاب) میں وہ بھی راوی ہیں جن کی بارے میں تھوڑی سے جرح کی وجہ سے کلام کیا گیا ہوتا ہے۔ اگر ابن عدی اس کو ذکر نہ کرتے تو میں بھی نہ کرتا۔ میں نے صرف اس لیے ان کو ذکر کیا تاکہ مجھ پر تعقب نہ کیا جائے کہ ابن عدی نے تو ذکر کیا آپ نے کیوں نہ کیا؟ لہذا میں اس کو بھی ذکر کروں گا جس میں تھوڑی سی بھی جرح ہو گی۔

امام ذہبی کے اس حوالے سے 3 منہج ہیں:

1۔ تعقب کے خوف کی وجہ سے راوی کو ذکر کرتے ہیں

2۔ دفاع کرنے کے لیے

3۔ خود بیان کر دیتے ہیں کہ اس راوی کے بارے میں ضعف غیر مؤثر ہے۔

فائدہ:

امام ابن حجر فرماتے ہیں: کسی راوی کے بارے میں جرح وتعدیل کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے، اسے ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ معارضہ کے وقت دونوں قسم کے اقوال ظاہر ہو جاتے ہیں۔

بائیسواں ایقاظ

ارجاء سنی وبدعی کے معنی کا بیان

جب غیر عالم بندہ جرح وتعدیل کی کتب دیکھتا ہے تو اکثر راویوں کے ترجمہ میں ارجاء کی تہمت پاتا ہے اور وہ یہ گمان کرلیتا ہے کہ ایسے راوی اہلسنت سے خارج اور گمراہ ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی نے کتاب الملل والنحل میں فرمایا فرقوں میں سے ایک فرقہ مرجئہ ہے اور ارجاء کے دو معنی ہیں:

1۔ ارجاء کا ایک معنی تاخیر ہے ایک جماعت کو مرجئہ اس لیے کہا جاتا تھا کیونکہ وہ عمل کو نیت اور اعتقاد سے مؤخر رکھتے تھے۔

2۔ ارجاء کا دوسرا معنی امید دلانا ہے کیونکہ وہ لوگ اس بات کے قائل تھے کہ ایمان کے ساتھ معصیت نقصان نہیں دیتی جیسے کفر کے ساتھ نیکی نفع نہیں دیتی۔

ارجاء کی دو قسمیں ہیں:

1۔ ارجاء بدعی　　　　2۔ ارجاء سنی

1۔ بدعی وہ ہے جو گمراہی ہے۔

2۔ ارجاء سنی وہ ہے جو گمراہی نہیں اور اس کا صاحب اہلسنت والجماعت سے خارج نہیں ہوتا۔

نوٹ: یاد رہے کہ امام اعظم اور آپ کے اصحاب پر مرجئہ ہونے کا جو اطلاق کیا گیا ہے وہ مرجئہ السنہ ہے نہ کہ بدعہ۔

تذنیب:

غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں مرجئہ کے 12 فرقے ذکر کیے اور اس میں ایک فرقہ حنفیہ بھی ذکر کیا اور فرمایا: حنفیہ وہ لوگ ہیں جو نعمان بن ثابت کے اصحاب ہیں اور یہ لوگ اس بات کے قائل تھے کہ ایمان معرفت اور اللہ، رسول اور جو کچھ رسول لے کر آئے اس کے اقرار کا نام ہے۔

غوث پاک کی یہ عبارت اس بات پر دال ہے کہ حنفیہ مرجیہ ضالہ مبتدعہ میں سے تھے اور اسی عبارت سے شیعہ کی جماعت نے دلیل پکڑ کر امام اعظم کے متبعین پر طعن کیا۔غنیہ کی اس عبارت کی وجہ سے علمائے متقدمین اور متاخرین کے درمیان طویل بحث رہی اور انہوں نے غوث پاک سے اس عبارت کے واقع ہونے میں دو وجوہات کی وجہ سے اشکال پیش کیا:

1۔امام اعظم کی کتب (الفقہ الاکبر، کتاب الوصیۃ وغیرہ) اس بات پر دال ہیں کہ یہ آپ کا مذہب نہیں بلکہ آپ کی کتب تو مذہب مرجئہ کے بطلان پر شاہد ہیں۔

2۔غوث پاک نے غنیہ الطالبین میں خود امام اعظم کا ذکر لفظ "امام" کے ساتھ کیا اور فرمایا "قال الامام ابو حنیفۃ الاسفار افضل"۔

اگر امام اعظم مرجئہ ضالہ میں سے ہوتے تو غوث پاک امور شرعیہ میں ان کے قول کو ذکر نہ کرتے۔

ان دو اشکال کی وجہ سے علماء نے متعدد جوابات دیے ہیں:

1۔ بعض نے یہ جواب دیا ہمیں غوث پاک کا کلام سمجھنا ہی نہیں چاہیے، بلکہ بس یہ قطعاً مان لینا چاہیے کہ وہ حق ہے، اسی طرح یہ بھی قطعاً مان لینا چاہیے کہ حنفیہ حق پر اور نجات پانے والے ہیں۔"

عقلمند پر یہ بات مخفی نہیں کہ یہ موقف نہ کوئی فائدہ دیتا ہے اور نہ تسلی بخش ہے۔

2۔ اور ان میں سے بعض نے کہا: جب غوث الثقلین نے حنفیہ کو غیر ناجی فرقوں میں شامل کر دیا، تو پھر جو بندہ بھی ان کے سلسلے سے منسوب ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے گلے سے حنفی ہونے کا پٹہ اتار دے"

3۔ بعض نے یہ جواب دیا کہ غوث پاک نے اپنی طرف سے اس عبارت کو نقل نہیں کیا بلکہ کسی اور سے نقل کر کے ذکر کیا۔

4۔ بعضوں نے یہ جواب دیا کہ غنیۃ الطالبین غوث پاک کی تصنیف ہی نہیں ہے۔

5۔ بعض نے یہ کہا جس عبارت میں حنفیہ کا مرجئہ میں سے ہونے کا ذکر ہے وہ عبارت غوث پاک کی ہے ہی نہیں بلکہ کسی متعصب بندے نے اسے درج کیا ہے۔

6۔ بعض نے یہ جواب دیا کہ غوث پاک کی حنفیہ سے مراد وہ حنفیہ ہیں جو اصل میں مرجئہ تھے لیکن اپنے آپ کو حنفی کہتے تھے۔

7۔ بعضوں نے اس عبارت کو کاتبوں کی غلطی یا تصحیف پر محمول کیا۔

8۔ بعضوں نے یہ جواب دیا کہ یہاں حنفیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس بات کے قائل تھے کہ ایمان صرف اللہ کی معرفت کا نام ہے۔

تئیسواں ایقاظ

امام بخاری کے کسی راوی کے بارے میں فیہ نظر کہنے کی مراد کے بارے میں بیان

جب امام بخاری کسی راوی کے بارے میں فیہ نظر کہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی امام بخاری کے ہاں متہم ہے۔

امام عراقی شرح الفیہ میں فرماتے ہیں: "فيه نظر اور "فلان سكتو عنه" یہ دونوں عبارتیں امام بخاری اس راوی کے بارے میں کہتے ہیں جس کی حدیث کو محدثین نے ترک کر دیا ہو۔

چوبیسواں ایقاظ

امام عقیلی کا راویوں کی جرح کرنے میں تشدد برتنے کا بیان

امام عقیلی کا لا یتابع علیہ کہنا اس بات کو لازم ہے کہ وہ راوی مجروح اور قابل احتجاج نہیں ہے۔

لا یتابع علیہ کے کئی محمل ہیں:

1۔ ثقہ نے کوئی روایت بیان کی اور اس پر متابعت نہیں۔

2۔ کسی راوی کی تمام روایات کا محاکمہ کیا اور اس کی اکثر روایات پر موافقت نہ ہو۔

نوٹ: لا یتابع علیہ کلمہ جرح ہے یا نہیں؟

یہ مطلقاً جرح نہیں جرح اس وقت ہو گی جب ثقہ کی مخالفت کرے۔

پچیسواں ایقاظ

اس جرح کے حکم کے بیان میں جو غیر مقبول ہے

جب جرح تعصب، عداوت یا نفرت کی وجہ سے صادر ہو تو وہ جرح مردود اور قابل اعتبار نہیں ہے۔

اسی وجہ سے امام مالک کی جرح "دجال من الدجاجلة" امام واقدی کے حق میں قبول نہیں ہے کیونکہ یہ نفرت کی وجہ سے صادر ہوئی۔

نوٹ: معاصر کی جرح معاصر کے حق میں بغیر حجت وبرھان کے قابل قبول نہیں اگرچہ جرح مفسر ہو۔

خاتمہ:

علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنے پچیس ایقاظوں میں علم جرح وتعدیل کو احسن انداز میں بیان فرمایا۔ بالجملہ یہ کہ کسی امام کے منہج کو سمجھے بغیر صرف ان کے قول کو دیکھ کر کسی راوی پر حکم نہیں لگانا چاہیے کیوں کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک لفظ بظاہر تو جرح محسوس ہوتا ہے لیکن اس امام کے نزدیک وہ جرح نہیں وبالعکس۔ لہذا اس فن کو نظر عمیق کے ساتھ پڑھنا اور سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔

الحمد اللہ! آج بروز اتوار بمطابق ۱۰ اگست ۲۰۲۵ اس کتاب کا اردو خلاصہ مکمل ہوا۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اسے طلباء کے لیے نافع بنائے بالخصوص میرے ہم جماعت ساتھیوں کے لیے نفع بخش بنائے۔

آخر میں تہہ دل سے اپنے استاد محترم وناظم اعلی تخصص فی الحدیث لاہور قبلہ مولانا قاسم چوہدری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ جن کی محنت، شفقت اور رہنمائی کے سبب یہ سب ممکن ہوا۔

اللہ کریم قبلہ استاد محترم کے علم، عمل و عمر میں وسعتیں عطا فرمائے اور آپ کے علمی فیضان سے ہمیں مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

از قلم: ابو الحسان حسیب محمد قادری

فہرست